زرِ سالانہ دو روپے	اردو کی نئی اور پرانی مطبوعات کا خبرنامہ	رجسٹرڈ نمبر ایل 1846

ماہنامہ **نگارشات** امروہہ

جلد ۱	مارچ سنہ ۷۲ء	شمارہ ۷

آپ کا صفحہ

مراسلہ نگاروں کی تحریروں سے "نگارشات" کا متفق ہونا ضروری نہیں

"ارمغانِ مالک"

(۱)

نگارشات جنوری سنہ ۱۹۷۲ء کا اداریہ "مشک کی خوشبو" بے حد متوازن اور مخالفین مالک رام کا مسکت جواب ہے۔ آپ نے بے حد اطمینان بخش انداز اور متین لہجے میں بہت کام کی باتیں کہی ہیں۔ یہاں اسے دل چسپی سے پڑھا گیا اور کئی روز موضوعِ گفتگو بنا رہا۔ کل بھی شعبۂ اردو کے کچھ اساتذہ کے درمیان کینٹین میں یہی گفتگو چھڑی ہوئی تھی میں قریب ہی میز پر بیٹھا سن رہا۔ بعض باتیں آپ کی دل چسپی کے لیے لکھتا ہوں۔ حسنِ اتفاق یہ ہے کہ اس کی اشاعت کے وقت مرتبین میں یہ مسئلہ بنا ہوا تھا کہ کتاب پر کس کس کا نام کس ترتیب سے درج کیا جائے۔ فلمی دنیا کا ایک اصول یہ ہے کہ اشوک کمار یا دلیپ کمار ہیرو ہوں یا نہ ہوں اسکرین پر سب سے پہلے انہیں کا نام آتا ہے۔ اب علمی دنیا میں بھی یہ مسئلہ نذرِ مالک رام کے موقع پر اٹھا۔ پہلے علمی دنیا نے ایک مثال محمد عمر نور الٰہی کی پیش کی تھی کہ "من تو شدم تو من شدی" ہو کر رہ گئے اور بہتوں کو خبر نہ ہوگی کہ محمد عمر اور نور الٰہی دو الگ الگ شخص تھے۔ بعد میں اس کی تقلید فلمی دنیا میں ہوئی کہ شنکر جے کشن ایک ہی کا نام سمجھے جاتے تھے۔ اب ادب والوں نے اشوک کمار اور دلیپ کمار کی طرح نام کی اولیت کے جھگڑے اٹھانا شروع کر دیئے۔

نذرِ مالک رام کے معاملہ میں اختلاف کی گنجائش اس وجہ سے نکل آئی کہ اس کام میں مالک رام صاحب کی نذر سب سے پہلے جگن ناتھ آزاد صاحب نے کی تھی۔ بعد میں وہ دہلی سے سری نگر چلے گئے اور قرعۂ فال گوپی چند نارنگ کے نام پڑا۔ انہوں نے بھی خط و کتابت کا دفتر بہت دن سنبھالے رکھا۔ اسی دوران انہیں امریکہ جانا پڑا تو عرش ملسیانی فائز ہوئے۔ سوال یہ تھا کہ مدوّن نگار اصلی کون ہے۔ تینوں اپنی اپنی جگہ حق بجانب تھے اس لیے اپنے حق سے دست بردار ہونے کو تیار نہ تھے لیکن مالک رام صاحب کی فراست سے یہ طے پا گیا کہ جوانوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ گوپی چند نارنگ کو یہ مرتبہ بلند دے دیا گیا ہے۔

آپ کو کسی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ مالک رام صاحب کا نام کتاب پر بحیثیت مرتب پہلے بھی نہیں آ رہا تھا۔ اب

بھی نہیں آرہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مالک رام صاحب اپنے
گلے میں خود ہی اٹھا کر ہار ڈال لیتے۔ ہاں انھوں نے اس عالم
میں ان لوگوں کی نا نے درے سخنے قدمے ہر طرح اور ہر منزل
میں دستگیری کی ہے۔

شروع میں اس کتاب کا اعلان کر دیا گیا مگر مضمون نگاروں
نے کچھ سرد مہری دکھائی۔ اعلان کے بعد اگر کتاب نہ آتی تو ذرا
سبکی ہوتی اس لیے مالک رام صاحب نے مجبوراً اپنے اثرات
سے کام لے کر تکمیل کرا ہی دی اس میں بھی کئی برس لگ گئے
مگر سلیقے سے سب کچھ ہو گیا۔ اب ایک کمیٹی بھی بنا دی گئی ہے
جس کی طرف سے کتاب شائع ہوگی۔ کتاب کا نام بدل کر نذر
مالک رام کے بجائے ارمغان مالک رکھا گیا ہے۔ نذریں تو کئی
ہو چکی تھیں۔ یہ کتاب آپ کے بقول مالک رام صاحب کا مستند
تعارف کرائے گی۔ ابھی حال ہی میں کتابت مکمل ہوئی ہے
اور فوراً طباعت کا کام شب و روز لگ کر پندرہ سولہ دن میں
نبٹایا جا رہا ہے۔ آج کل اس بات کی کوشش ہو رہی ہے
کہ صدر جمہوریہ اس کتاب کی تقریب میں شریک ہو جائیں
یہ اردو ادیب سے متعلق پہلی تاریخی تقریب ہوگی جس میں
سربراہ سلطنت جلوہ افروز ہوں۔

منظور احمد قدوائی دلی یونیورسٹی

(۲)

میں نے آج تک آپ کے اداریہ سے زیادہ لغو و لایعنی
کسی تحریر میں نہیں دیکھیں نہ حمایت کے لیے کوئی بنیاد درکار
ہوتی ہے آپ نے تو آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش
کی ہے۔ آپ اگر فہم و بصیرت سے محروم ہیں تو اپنے پڑھنے
والوں کو کیوں اندھا بنانے پر تلے ہوئے ہیں خود ستائی اور
کس چڑیا کا نام ہے۔ اگر مالک رام صاحب کی اندھی عقیدت ہو
اندھی حمایت میں آپ الفاظ کے معنی بدلنے پر تلے ہوئے ہیں
تو یہ آپ کی حماقت ہے۔ لاحول ولا قوۃ

غلام مرتضیٰ رضوی لکھنؤ

ڈاکٹر گیان چند اور جامعہ

(۱)

"ڈاکٹر گیان چند جامعہ ملیہ میں پروفیسر" یہ سرخی کئی
اخبارات میں نظر سے گزر چکی ہے۔ الجمعیۃ کا اداریہ نوٹ
بھی پڑھ چکا ہوں۔ عرصے سے یہ خبر دلی میں گرم تھی یہاں
تک بھی شہرہ تھا کہ گیان چند صاحب اور گوپی چند نارنگ
صاحب میں یہ طے ہوا ہے کہ گیان چند صاحب کے دلی
آجانے کے بعد گوپی چند نارنگ صاحب ان کی جگہ جموں
چلے جائیں۔ جامعہ میں لوگ اس خبر سے بہت خائف تھے
اس لیے اور بھی کہا جا رہا تھا۔ اس معاملے میں مجیب صاحب
سے حکومت ہند کے کسی اعلیٰ عہدہ دار نے حتمی وعدہ لے لیا ہے
اور وہ مجبور ہو گئے ہیں مگر الجمعیۃ کے نوٹ کے بعد فضا ہی بدل
گئی۔ مجیب صاحب نے ارادہ ملتوی کر دیا۔ وہ اس عمر میں کوئی
ہنگامہ مول لینے کے لیے آمادہ نہیں ہیں۔ پہلے قومی یک جہتی
کا سہارا لیا جا رہا تھا لیکن الجمعیۃ نے یہ طلسم بھی توڑ دیا۔ اس
لیے کہ گیان چند صاحب نے مسلمانوں کے عقیدے سے چھیڑ کی
تھی اور ان کی نیت پر حملہ کیا تھا۔ الجمعیۃ کا یہ کہنا غلط ہے کہ
مجیب صاحب نے مرحوم و آنجہانی کا حوالہ دے کر کوئی بے
جوڑ بات کہی تھی۔ یہ بحث ایک زمانے میں گیان چند صاحب
نے کھڑی کی تھی جسے پڑھ کر ہر شخص نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ گیان
چند صاحب مسلمانوں کو فرقہ پرست اور تنگ نظر ثابت
کرنا چاہتے ہیں۔

آپ اپنے پڑھنے والوں کو یہ خبر بھی پہنچا دیجیے کہ
الجمعیۃ کا اداریہ نوٹ شائع ہونے کے دوسرے دن ہی
مجیب صاحب کے پی اے نے معاملہ کو رفع دفع کرنے
کے لیے ایک خط اخبار میں چھپوا دیا تھا کہ جامعہ میں گیان
چند صاحب کا تقرر نہیں ہوا ہے۔

ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے بعض لکچررز کے تقرر
کا انتظام ہو رہا ہے مگر پروفیسر کی اسامی خالی چھوڑ دی گئی
ہے۔ ممکن ہے کچھ مدت کے بعد گیان چند صاحب کو ہی لے لیا

مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ایم ایچ رضوی مطبوعہ کوہ نور پریس لال کنواں۔ دہلی۔ پتہ نگارشات امروہہ

جائے۔

صلاح الدین عباسی جامعہ نگر۔ نئی دہلی

(۲)

اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی تنگ نظری کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ گیان چند صاحب جیسے باعلم اور باصلاحیت استاد کے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تقرر پر مسلم اخبار چیوں نے عجب طوفان بے تمیزی اٹھا دیا۔ اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ وائس چانسلر مجیب بھی جو ڈاکٹر ذاکر حسین کے صحبت یافتہ ہیں ان سے ڈر گئے آپ لوگوں میں قوت برداشت کی اتنی کمی کیوں ہے کہ گیان چند کے محض مرحوم و آنجہانی کے اعتراض پر بوکھلا اٹھے اور یوں لگا گیان چند آتے ہی جامعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اگر آپ کے ادارے اتنے ہی کمزور ہیں کہ ایک شخص انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا تو آپ کب تک خیر منا سکتے ہیں۔ گیان چند صاحب سے پہلے گرو ورو غیرہ بھی موجود ہیں۔ انہوں نے کیا ستم ڈھایا تھا جو گیان چند ڈھا دیتے۔ قومی دھارے سے الگ رہ کر آزاد ہندوستان میں جینا مشکل ہے۔ آپ ہی لوگوں میں مسعود عالم اور ڈاکٹر خلیق انجم بھی ہیں جو ہندو اور جین لڑکیوں سے شادیاں کرتے ہیں۔ سجاد ظہیر اور نواب رام پور بھی ہیں جو ہندوؤں میں بیٹیاں بیاہتے ہیں۔ یہ سب قومی دھارے کے ساتھی ہیں اس لیے ترقی کر رہے ہیں۔ لکیر کے فقیر آئندہ علیحدگی پسندی پر روئیں گے یہ آپ کے اسلامی شاعر اقبال ہی نے کہا ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے اسلام کے پیارو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

(سی ایل بھاردواج او کھلا نئی دہلی)

چھپتے چھپتے

معلوم ہوا ہے کہ [illegible]ء کا ساہتیہ اکاڈمی ایوارڈ پروفیسر رشید احمد صدیقی صاحب کو ان کی کتاب غالب فن اور شخصیت پر دیا گیا ہے۔ ادارہ ساہتیہ اکاڈمی کو اس مناسب ترین انتخاب پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ رشید صاحب تو اس مبارک باد سے بالاتر ہیں۔